ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.8 No.3 2024

قتیل شفائی اور ساحر لدھیانوی کی شاعری کا سماجی مطالعہ

Dr Zakia BiBi
Lecturer (Head of The Department) in Kalam BiBi International Women Institute Bannu.
Dr. Nuzhat Rauf
Urdu Demonstrator in university college for women,abdul wali khan university mardan
Sheema Akhtar
lecturer in Urdu at GGDC palosai.

Abstract:

The article discusses how social psychology influences the poetry of Qateel Shifai and Sahir Ludhianvi, highlighting their connection to the Progressive Movement. Both poets portray the social and economic conditions of their time, focusing on the struggles of the poor and marginalized. The article explains how their poetry reflects the hardships and injustices faced by the lower classes, showing their empathy and concern for societal issues. By providing various examples from their works, the article highlights recurring themes of poverty, oppression, and loss of dignity. It also draws comparisons between the two poets, noting their similar styles and themes. Additionally, the discussion touches on the broader role of artists in society, emphasizing the significance of social psychology in understanding and evaluating their work. Ultimately, the article asserts that both poets, through their creative expressions, aimed to raise awareness about societal problems and promote social change.

قتیل شفائی و ساحر لدھیانوی دونوں جس تحریک سے وابستہ تھے اس تحریک کو مد نظر رکھا جائے تو دونوں کے یہاں ہم سماجی نفسیات کی جہت کو نظر انداز نہیں کر سکتے اس کے علاوہ اگر دونوں کا تعلق ترقی پسند تحریک سے نہ بھی ہوتا تب بھی سماجی نفسیات کی جہت دونوں کے یہاں شاید اسی مقدار میں پائی جاتی، کیونکہ نفسیات کی اس جہت کا تعلق سماج سے یعنی معاشرے سے ہے اور انسان اپنے گرد و پیش سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ یہی اشرف المخلوقات ہونے کا ثبوت ہے انسان اپنے فن میں تقریباً نوے فیصد کا خمیر گرد و پیش سے حاصل کرتا ہے اور اس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے جہاں ہم تحلیل نفسی کے مزید پیمانوں کو زیر بحث لاتے ہیں وہاں کسی شخصیت کو پرکھنے کے لیے ان کے فن پاروں میں ہمیں سماجی نفسیات کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

بقول ڈاکٹر سلیم اختر:

> "ترقی پسند ادب میں داخلیت، دروں بینی، ذات اور انفرادیت کے برعکس خارجیت، بیرو بینی، معاشرے اور اجتماعیت پر زور دیا جاتا تھا۔ سو ان مخصوص ادبی مقاصد کے رد عمل کے طور پر ادب میں بھی داخلیت، نرگسیت، اور انفرادیت سے وابستہ نفسی رجحانات کا فروع ہوا ان رجحانات کی تفہیم و تحلیل کے لیے مارکس ناقدین کی ادبی منصوبہ بندی ناکافی تھی، جب کہ نفسیات اس ضمن میں خصوصی طور پر کارامد ثابت ہو سکتی تھی چنانچہ بدلے ہوئے انداز نظر میں فرائڈ کے ساتھ ساتھ ژونگ کے نفسیاتی تصورات کو بھی فروغ نصیب ہوا۔ گذشتہ دو رہائیاں نفسیاتی تنقید کے ذیل میں آنے والے مقالات اور کتب میں تجزیے کی گہرائی کے ساتھ ساتھ وسعت نگاہ بھی ملتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ جدید کے ساتھ ساتھ قدیم شعرا اور کلاسیکی اصناف کے تجزیوں میں بھی نفسیاتی ژوف بینی سے کام لیا گیا۔ جس کے نتیجے میں آج تنقید نفسیات کا استعمال محض

سنسنی خیزی یا شعرا کے اعصابی خلیل کی کرید تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ سلیقے اور حسن استعمال کے ساتھ فکر و نظر کا تنوع بھی نظر آتا ہے۔"(۱)

سماجی نفسیات کے عناصر ہمیں دونوں کے یہاں ملتے ہیں، دونوں شعرا نے بہت خوب صورت طریقے سے اپنے گرد و پیش کے غریب طبقے کے احوال واثار اپنی شاعری میں قلم بند کرنے کی کوشش کی ہے۔

دیکھا جائے تو صرف ان کی غربت وفاقوں کا ذکر ہمیں دونوں کے یہاں نہیں ملتا بلکہ غریب غربا کی عزت کس حد تک محفوظ ہے اور ان کی بہن بیٹیاں کس حد تک اپنی جو نپڑیوں میں سکون کی زندگی بسر کر سکتی ہیں ان سب کا احوال بہت عمدہ انداز میں ہمیں دونوں کی شاعری میں ملتا ہے۔

دونوں کی شاعری میں ایسی بہترین نمونے دیکھیے جن میں ہمیں سماجی نفسیات کے عناصر ملتے ہیں۔

آہوں میں کھو جاتا ہوں میں
پھر وہ عزیز و اقربا
جو توڑ کر عہد وفا
احباب سے منہ موڑ کر
دنیا سے رشتہ توڑ کر
وہ گاؤں کی ہمجولیاں
مفلوک دہتعاں زاریاں
جو دست طرف یاس سے
اور یورش افلاس سے
عصمت لٹا کر رہ گئیں
خود کو گنوا کر رہ گئیں
غمگیں جوانی بن گئیں
رسوا کہانی بن گئیں
ان سے کبھی گلیوں میں اب
ہوتا ہوں میں دو چار جب
نظریں جھکا لیتا ہوں میں
خود کو چھپا لیتا ہوں میں
کتنی خزیں ہے زندگی
اندو ہگیں ہے زندگی(۲)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

سماجی نفسیات کی جہت پر بات ہو ساحرؔ کے یہاں تو عموماً غریب طبقے کی عربت سے بات شروع ہوتی ہے اور عصمت ریزی پر ختم ہوتی ہے۔ جس سے ہم با آسانی اس عہد کے بے بس طبقے کی جھلک دیکھ سکتے ہیں۔

اسی انداز میں قتیلؔ شفائی کے یہاں چند ایک مثالیں دیکھیں:

جھروکوں سے مہکتے ہیں یہاں سنتے ہوئے فاقے
یہاں چکتا ہے سودا زندگی کی التجاؤں کا!
یہاں دن کو بدن تلتے ہیں میزان حکومت میں
یہاں جمتا ہے راتوں کو اکھاڑا رہنماؤں کا
خریدار یہاں ہر رات جشن عام ہوتا ہے
یہ وہ منڈی ہے جس میں پیار کا نیلام ہوتا ہے(۳)

اگر ایک تخلیق کار صرف اپنی ذات کی خاطر لکھتا تو شاید معاشرہ اس فعل کو خندہ پیشانی کے ساتھ قبول نہ کرتا، لیکن یہ حقیقت ہے کہ تخلیق کار معاشرے کے بغیر اپنی تخلیق کے اصولوں اور فن پاروں میں تمام رنگ نہیں بھر سکتا۔

بقول ڈاکٹر سلیم اختر:

"عام آدمی کے لئے جو ناگوار اور بعض صورتوں میں ناقابل برداشت ہوتا ہے یہی حال معاشرے میں تخلیق کار کے ابنار میلٹی اور اس سے جنم لینے والی کرداری بوالعجبیوں کا ہوتا ہے۔ کمان اس کا فن اور کمان چلانا اس کا تخلیقی جوہر ہے۔ اب معاشرہ اس کی غیر معمولی حرکات کو تو پسند کرتا ہے لیکن تخلیقات کے حسن اور ان سے حاصل ہونے والی جمالیاتی مسرت کی خاطر وہ انہی گوارا کرنے پر بھی مجبور ہوتا ہے جہاں تخلیق معاشرہ اور تخلیق کار میں ابلاغ اور رابطے کا ایک پل بنتی ہے۔ وہاں تخلیقی عمل اور مکمل تخلیق خود تخلیق کار کی مریضانہ شخصیت کے لیے بھی نفسی فوائد کے باعث بنتی ہے۔ اس صورت میں تخلیق معاشرے کے بعض تقاضے پورے کرنے کے ساتھ ساتھ خود تخلیق کار کے لئے بھی صحت مندی کا ایک وسیلہ بنتی ہے۔"(۴)

سماجی نفسیات کی جہت کو لے کر بحث کی جائے تو یہ کہنا بجا ہو گا کہ شاید نفسیاتی حوالے سے یہی ایک جہت ہے جو دونوں کی شاعری میں کسی قدر مماثلت پیدا کرتی ہے کیونکہ دونوں کے یہاں غریب طبقے کے حالات یکساں انداز میں ہمیں ملتے ہیں مزدور طبقے پر ظلم کسان کی بیٹی کے ساتھ ناروا سلوک کئی ایک جگہوں پر ہمیں یہ شائبہ ہوتا ہے کہ جیسے یہ ایک ہی شخصیت کا کلام ہے۔

سب سے پہلے ساحرؔ کے یہاں ایسے چند مثالیں دیکھئے جس کا بیان ہو چکا۔

ے

پھر اسی وادی شاداب میں لوٹ آیا ہوں
جس میں پنہاں مرے خوابوں کی عرب گاہیں ہیں
میرے احباب کے سامان تعیش کے لیے
شوخ سینے ہیں، جواں جسم، حسین با نہیں ہیں
سبز کھیتوں میں یہ دبکی ہوئی دو شیزائیں
ان کی شریانوں میں کس کس کا لہو جاری ہے
کس میں جرات ہے کہ اس راز کی تشہیر کرے
سب کے لب پر مری ہیبت کا فسوں طاری ہے
ہائے وہ گرم، دل آویز اُبلتے سینے
جن سے ہم سطوت آبا کا صلہ لیتے ہیں
جانے ان مرمریں جسموں کو یہ مریل دہقان
کیسے ان تیرہ گھرندوں میں جنم دیتے ہیں(۵)

اسی انداز میں ساحرؔ کی ایک اور نظم دیکھیے جس میں نہ صرف طبقاتی اونچ نیچ بلکہ غریب طبقے پر ڈھائے جانے والے مظالم کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔

ے

میں اپنا ٹوٹا ہوا ساز تھامے
سرد لاشوں کے انبار کو تک رہا ہوں
میرے چاروں طرف موت کی وحشتیں ناچتی ہیں
اور انسان کی حیوانیت جاگ اٹھی ہے
بربریت کے خوں خوار عفریت
اپنے ناپاک جبڑوں کو کھولے
خون پی پی کے غرار ہے ہیں
بچے ماؤں کی گودوں میں سہمے ہوئے ہیں
عصمتیں سربرہنہ پریشان ہیں
ہر طرف شور آہ وبکا ہے
اور میں اس تباہی کے طوفان میں
آگ اور خون کے ہیجان میں
سرنگوں اور شکستہ مکانوں کے ملبے سے پر راستوں پر
اپنے نغموں کی جھولی پسارے
دربدر پھر رہا ہوں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

مجھ کو امن اور تہذیب کی بھیک دو!(۲)

اب یہی انداز قتیلؔ شفائی کے یہاں دیکھیے۔ قتیلؔ کے یہاں بھی سماجی نفسیات میں ہمیں طبقاتی تفرقات ظلم وبربریت، غریب کی غیر محفوظ عصمتیں یہی سب ملتا ہے ان ہی چیزوں کی پرچار کرتے ہوئے قتیلؔ بھی ساحرؔ کے ہمنوا نظر آتے ہیں۔

جگمگاتے ہوئے ایوان شہنشاہی میں
جب سیہ فام قوانین جنم لیتے ہیں
جشن ثروت کے لیے امن جہاں کے دشمن
موت کے ہاتھ میں قرطاس و قلم دیتے ہیں
مملکت حجلہ زرکار میں بیٹھے بیٹھے
اپنے جمہور سے پیمانِ وفا مانگتا ہے
ا وہ ستارے کہ سحر تک ہے جوانی جن کی
ان کے ماتھوں پہ درخشانی خورشید کہاں

جب تڑپتا ہے کوئی درد کی شدت لے کر
اپنے درماں کے لیے خدمت جم جا ہی میں
حکم ہوتا ہے کہ فریاد نہ ہونے پائے
جگمگاتے ہوئے ایوانِ شہنشاہی میں(۲۳)

دونوں کی شاعری میں سماجی نفسیات کے عناصر یکساں پائے جاتے ہیں، یا تو غریب ظلم وزیادتی کا شکار نظر آتا ہے یا پھر انگریزوں اور امیر طبقے کی غلامی کرتے نظر آتا ہے۔

ساحرؔ اور قتیلؔ کی شاعری میں کئی ایک عمدہ نمونے ایسے سامنے آتے ہیں جن میں غریب طبقے پر طنز کرتے ہوئے دونوں ملتے ہیں اور طنز کی وجہ صرف اور صرف شاعر کا ہمدردانہ طیش ہے کیونکہ شاعر اپنے طنزیہ انداز میں یہی کہنا چاہتے ہیں کہ امیر طبقے نے جو اصول و قوانین بنائے ہیں وہ صرف اور صرف غریب طبقے کے پاؤں کی زنجیریں ہیں اور کچھ نہیں لہٰذا دونوں شعرا ایک باشعور معاشرے کے باشعور باشندوں سے زنجیریں توڑنے کی امید لیے ہوئے ہیں اور ان وجوہات کو لے کر بعض اوقات دونوں کے لہجوں میں طنزیہ کرختگی ہم محسوس کر سکتے ہیں۔ دونوں کے یہاں ایسا طنزیہ انداز باری باری ملاحظہ ہو۔

آپ بے وجہ پریشان سی کیوں ہیں مادام
لوگ کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہی کہتے ہوں گے
میرے احباب نے تہذیب نہ سیکھی ہوگی

میرے ماحول میں انسان نہ رہتے ہوں گے

نور سرمایہ سے ہے روئے تمدن کی جلا
ہم جہاں ہیں، وہاں تہذیب نہیں پل سکتی
مفلسی حس لطافت کو مٹا دیتی ہے
بھوک آداب کے سانچوں میں نہیں ڈھل سکتی

لوگ کہتے ہیں تو لوگ پہ تعجب کیسا
سچ تو کہتے ہیں کہ ناداروں کی عزت کیسی
لوگ کہتے ہیں، مگر آپ ابھی تک چپ ہیں
آپ بھی کہیے، غریبوں میں شرافت کیسی(۷)

اب قتیل شفائی کی ایک بہترین نظم دیکھیے۔ جس میں ساحر کی طرح قتیل بھی ایک فکر مند اور باشعور شہری کی مانند معاشرے کی حالت زار پر غصیلے انداز میں افسوس کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

رقص گاہوں سے مزاروں تک تو ہی تو جلوہ گر
کلفیوں کی شان تجھ سے گدڑیوں کا لال تو
کیسے کیسے مصر کے بازار ہیں تیرے لیے
دیکھ اپنے تاجروں کا نامہ اعمال تو

تو نے مزدوروں کی محنت کے تحفظ کے لیے
شہر یاروں کی رعونت کو ملایا خاک میں
آج لیکن تیری آنکھیں بند ہوجانے کے بعد
کچھ نہیں ہے مفلسوں کے دامنِ صد چاک میں

تو نے مذہب کے تقدس کی حفاظت کے لیے
آدمیت کو بچایا مفسدانہ بیر سے
آج لیکن تیری آنکھیں بند ہوجانے کے بعد

بھائی بھائی بھی نظر آنے لگے ہیں غیر سے

(۸)

سماجی نفسیات میں جس طرح ایک صحت مند ذہنیت سے جو توقعات رکھی جاسکتی ہیں ان سارے پیمانوں پر قتیلؔ شفائی، ساحرؔ لدھیانوی پوری طرح اترتے ہیں جیسا کہ سماجی نفسیات کے حوالے سے ماہرین جس کا مطالعہ ایک صحت مند شخصیت کے طور پر کرتے ہیں۔ ان سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ معاشرے کے ان تمام ناہمواریوں کو اجاگر کریں اپنی تخلیقات میں اور سامنے لائیں ان تمام مسائل کو جن سے معاشرے میں بیگاڑ پیدا ہوتا ہے یا جن کو سامنے لانے سے معاشرتی مسائل حل ہوسکتے ہیں اور معاشرہ بہتری کی طرف گامزن ہوسکتا ہے۔

بقول مسز شہر بانو:

> "سماجی ماہرین گروہی کردار اور فرد کے کردار پر وہی اثرات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ معاشرے میں مثبت تبدیلیاں لاتے ہیں اور ایسے مسائل حل کرتے ہیں جو فرد اور معاشرے کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں وہ فرد کو گروہ سے مطابقت کے بہترین طریقے بھی بتاتے ہیں سماجی ماہرین نفسیات انسانی رویوں پر تحقیقات کرتے ہیں اور ان رویوں کی تشکیل اور نشوونما کے بارے میں مفید معلومات اکٹھی کرتے ہیں رویے اہم ہوتے ہیں جو عموماً گروہ کے بڑے افراد سے سیکھے جاتے ہیں۔ رویے اگرچہ منتقل ہوتے ان میں آموزش کے ذریعے تبدیلیاں لائی جاسکتی ہیں۔ سماجی نفسیات میں ماہرین نے نعصبات کو اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا ہے ماہرین کے مطابق تعصب کسی سے یا فرد کے بارے میں نامناسب اور ناقابل برداشت منفی رویہ ہے نصب کے سماجی اور معاشی پہلو ہوسکتے ہیں لیکن اسکے نقصانات بہت زیادہ ہیں سماجی ماہرین ان کو ختم کرنے کے لیے کئی تدابیر اور اقدامات تجویز کرتے ہیں۔"(۹)

اور یہی کام ایک فنکار کا ہے کیونکہ بدلتے ہوئے حالات میں فنکار کی قدر زمانہ ہر دور میں کرتا آیا ہے اور اگر ایک فن کار اپنے فن تخلیق کے ذریعے معاشرتی ناہمواریوں کا علاج کرسکتا ہے تو اس سے بڑی خوشی کی بات کیا ہوگی سماجی نفسیات کی جہت پر مزید بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہنا ضرور چاہوں گی کہ قتیلؔ اور ساحرؔ دونوں نے اپنی شاعری میں اس فریضہ کو انجام دینے کی کوشش کی ہے۔

تحقیق کے دوران ایک اور بات سامنے آئی ہے وہ یہ کہ قتیلؔ اور ساحرؔ کی کئی ایک نظموں کے نام بھی ایک جیسے ہیں، خاص طور پر ایسی نظمیں جن میں سماجی نفسیات کے عناصر ملتے ہیں اور جن میں خاص طور سے معاشرے کے چند تاریک پہلوؤں سے پردہ اٹھانے کی بہترین کوشش کی ہے دونوں کی شاعری میں جن نظموں کے نام ایک جیسے ہیں ان میں دونوں کی بہترین نظم "چکلے" سرفہرست ہے۔ آیئے دونوں کے یہاں نظم چکلے کی فکری گہرائی کو ناپتے ہیں۔

ے یہ کوچے یہ نیلام گھر دلکشی کے
یہ لٹتے ہوئے کارواں زندگی کے
کہاں ہیں کہاں ہیں محافظ خودی کے
ثنا خوانِ تقدیس مشرق کہاں ہیں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

یہ پر پیچ گلیاں یہ بے خواب بازار
یہ گمنام راہی یہ سکوں کی جھنکار
یہ عصمت کے سودے یہ سودوں پہ تکرار
ثنا خوانِ تقدیس مشرق کہاں ہیں

تعفن سے پرنیم روشن یہ گلیاں
یہ مسلی ہوئی ادھ کھلی زرد کلیاں
یہ بکتی ہوئی کھوکھلی رنگ رلیاں
ثنا خوانِ تقدیس مشرق کہاں ہیں(۱۰)

اب اسی نام یعنی چکلے کے نام سے قتیلؔ شفائی کی نظم دیکھیے:

رات گئے تک گھائل نغمے کرتے ہیں اعلان یہاں
یہ دنیا ہے سنگ دلوں کی کوئی نہیں انسان یہاں
عزت کرنے والوں کی ذلت کا سب سے بڑا بازار ہے یہ
چلتے ہیں غیرت کے سودے، بکتے ہیں ایمان یہاں

بھیک میں بھی مانگو تو کوئی پیار نہ ڈالے جھولی میں
بن مانگے مل جاتے ہیں رسوائی کے سامان یہاں
زرداروں کو نغموں میں جب جسم دکھائی دیتا ہے
ایک مہکتی سیج پہ اکثر ٹوٹتی ہے تان یہاں

صحت کے ہونٹوں پہ جب چاندی کی مہریں لگتی ہیں
ماں خود اپنی بیٹی کو کر دیتی ہے قرباں یہاں
اپنا خون ہی بڑھ کر اپنے خون کی بولی دیتا ہے
کسی نے کسی پر ہاتھ بڑھایا کوئی نہیں پہچان یہاں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

باپ کے اس مندر میں کیا کیا بھاؤ بتائے رام صنی
شام ڈھلے جب آن براجیں سونے کے بھگوان یہاں

رات گئے تک جاگے سانولی کالے چوروں کی خاطر
اور اگر انکار کرے کہلائے نا فرمان یہاں
جھلمل کرتی پو شاکوں سے چاہے بدبو آتی ہو
خود جل کر محفل کو خوشبو دیتا ہے لوبان یہاں(۱۱)

قتیل اور ساحر ایک ہی عہد کے ایسے شاعر رہے ہیں کہ جن کی شاعری میں ہم غریب و بے بس طبقے کے دل کو دھڑکتا محسوس کر سکتے ہیں اگرچہ دونوں نے فلمی دنیا میں خوب نام کمایا لیکن ساتھ ہی ساتھ مزدور طبقے کے حق میں اور جاگیر دارانہ نظام کے خلاف اپنے قلم سے آخر تک جنگ جاری رکھی

حوالہ جات

1. سلیم اختر، ڈاکٹر، نفسیاتی تنقید، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، 2015، ص195
2. حفیظ گوہر (مرتب)، کلیاتِ ساحرؔ، لاہور، گوہر پبلی کیشنز اردو بازار، 2008، ص41
3. قتیلؔ شفائی، رنگ، خوشبو، روشنی (کلیات نظمیں)، ص123 / 124
4. سلیم اختر، ڈاکٹر، مغرب میں نفسیاتی تنقید، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، 2008، ص76
5. حفیظ گوہر (مرتب)، کلیاتِ ساحرؔ، ص117
6. قتیلؔ شفائی، رنگ، خوشبو، روشنی (کلیات غزلیں) لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، 2017، ص297
7. حفیظ گوہر (مرتب)، کلیاتِ ساحرؔ، ص66
8. قتیلؔ شفائی، رنگ، خوشبو، روشنی (کلیات غزلیں) لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، 2017، ص227
9. مسز شہر بانو، "نفسیات"، لاہو، علمی بک ہاؤس اردو بازار، 2003،
10. حفیظ گوہر (مرتب)، کلیاتِ ساحرؔ، ص115
11. قتیلؔ شفائی، رنگ، خوشبو، روشنی (کلیات غزلیں) لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، 2017، ص227